# دعوت اقامت دین کے خلاف ایک فتنۂ عظیم

## انقلاب، قیادت اور اصلاح معاشرہ کی بحث

از مولانا ابو محمد امام الدین رام نگری

ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ دعوت اقامت دین کا ایک پرجوش حریف ہے۔ خصوصاً جب سے مولانا امین احسن اصلاحی دعوت اقامت دین سے علیحدہ ہوئے ہیں "الفرقان" کو ایک نیا میدان ہاتھ آگیا ہے۔ جناب مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدیر الفرقان نے اسی بار تقریب کے موقع پر گذشتہ سال دعوت اقامت دین کے خلاف اپنا وہ طویل اور ہنگامہ خیز مضمون سپرد قلم فرمایا تھا، جس سے ہند اور بیرون ہند کی مسلم صحافت ایک ششماہی سے زیادہ عرصہ تک میدان معرکہ بنی ہوئی تھی۔

اب شوال [illegible] میں الفرقان نے پھر اسی موضوع پر جناب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کا معرکہ آرا مضمون ماہنامہ "مقام رسالت" کراچی سے نقل کیا ہے جو الفرقان کے صفحہ [illegible] سے شروع ہو کر صفحہ [illegible] پر یعنی الفرقان کو ختم کرکے ختم ہوا ہے۔ ۴۴ صفحے کا یہ طویل مضمون علم و قلم اور ذہنی توانائی کے اسراف و تبذیر کا ایک عبرت ناک نمونہ ہے۔

مولانا مودودی نے انھیں حضرات کے پھیلائے ہوئے وساوس میں مبتلا ایک سائل کے جواب میں کیا غلط لکھا تھا۔

"معترض تو اپنے پست محرکات کے تحت اعتراض کرتا ہے اور اپنے مقصد کی خاطر ہر وادی میں بھٹکتا پھرتا ہے، میں اپنے مقصد کو چھوڑ کر اس کے پیچھے کہاں کہاں بھٹک سکتا ہوں؟" (الفرقان ص[illegible] شوال [illegible])

مولانا امین احسن کا یہ مضمون ٹھیک اسی "وادی نوردی" کا نمونہ ہے۔ مثال کے لئے مضمون کا ایک حصہ "اصول حکمت عملی کے روح فرسا نتائج" دیکھئے۔ ایسے ہی اور شہ پارے بھی اس شہ کار مضمون میں موجود ہیں جن کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مولانا کا قلم کہاں کہاں بھٹکنے اور سر مارنے کے لئے بالکل آزاد ہو چکا ہے۔

اس میں کلام نہیں کہ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی علم و قلم اور زبان ہر اعتبار سے ایک امتیازی حیثیت کے مالک ہیں لیکن یہ اور ایسی ہی ساری چیزیں نہ بجائے خود خوبی ہیں اور نہ خرابی، یہ تیغ کی طرح طاقت یا تلوار کی طرح ایک اسلحہ ہیں، ان سے نیکی پھیلانے کا کام بھی لیا جا سکتا ہے اور نیکی کی راہ مارنے کا بھی، جس طرح تلوار سے امن و امان بھی قائم کیا جا سکتا ہے اور ظلم و فساد بھی پھیلایا جا سکتا ہے۔ جناب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کی علمی، دماغی، قلمی، لسانی صلاحیتوں کا اب بڑا حصہ اس دعوت اقامت دین کی تخریب و مخالفت میں صرف ہو رہا ہے جو کبھی اس دعوت کی تقویت و ترقی اور اس کی ترویج و اشاعت اور اس کی تائید و حمایت کے لئے وقف تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ بارگاہ خداوندی سے شیطان مردود قرار پا گیا تو اس نے بڑی گستاخی کے ساتھ کہا۔

لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ

میں تیرے بندوں کی گھات میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا اور ان پر ان کے سامنے سے، ان کے پیچھے سے اور ان کے داہنے اور ان کے بائیں سے ان پر حملہ کروں گا، نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کو تیری راہ سے ہٹا دوں گا، اور تو ان میں زیادہ تر کو شکر گزار نہ پائے گا۔ (اعراف ع ۲)

اب آپ دیکھیں گے کہ شیطان سب سے کاری ضرب علماء ہی پر لگاتا ہے اور حسین دین کی راہ پر بیٹھ کر علماء پر حملہ آور ہوتا ہے۔ پھر جب علماء بھٹکتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک خلقت راہِ راست سے دور پڑ جاتی ہے۔ حضرت سید احمد صاحب اور حضرت مولانا اسمٰعیل علیہما الرحمۃ کو دیکھئے ' ان کے جسم کا ریشہ ریشہ اللہ کے دین کی سربلندی کی راہ میں قربان ہو گیا ' لیکن علماء نے مسلمانوں کو بتایا کہ انکا بال بال کفر میں ڈوبا ہوا تھا۔ اگر تم یہ نہیں مانو گے تو خود کفر کا شکار ہو جاؤ گے؟ آخر اسلام کی تجدید و احیاء کے کس داعی اور علمبردار کو حضرات علمائے کرام نے معاف کیا؟ اور ان کی ضرب سے کون محفوظ رہ گیا؟ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے معاملے میں تو شیطان کی چال اتنی کامیاب ہوئی ہے کہ ان کا نام بے دینی کے مرادف بن گیا ہے۔

جناب مولانا امین احسن صاحب اصلاحی ہمارے سامنے پیکرِ معصومیت بن کر آتے ہیں ' مولانا مودودی کے متعلق فرماتے ہیں کہ

"ان کے قلم سے اسلام اور مسلمانوں کی تھوڑی بہت جو
خدمت بن آئی تھی وہ اس کا بدلا اب مع سود چکا نا چاہتے
ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ متعددوں کی خواہش اور مشورہ کے
علی الرغم وہ تہیہ کر چکے ہیں کہ یہ بدلہ چکا کے چھوڑیں گے" (الفرقان ص۲۱)

اس ارشاد کے آخر معنی کیا ہیں؟ یہی نا کہ ہم سراپا حق و اخلاص اور مجسم معصومیت ہیں اور مولانا مودودی یک قلم جادۂ حق و صداقت سے منحرف ہو چکے ہیں ' لیکن مولانا اصلاحی کے نیاز مندوں کی آنکھیں بند نہیں ہیں ' وہ دیکھ رہے ہیں کہ مولانا اصلاحی کے قلم نے دعوتِ اقامتِ دین کی تعمیر میں جو تھوڑا بہت حصہ لیا تھا اب وہ اسی کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے اور اس دعوت کو تباہ کر دینے پر اتر آیا ہے۔

مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے مولانا مودودی سے سوال کیا ہے:-

"خدا اور آخرت کے جس خوف کا حوالہ آپ نے دیا ہے کیا
ان سطروں کے لکھتے وقت بھی وہ آپ پر طاری رہا ہے؟" (صفحہ ۲۰)

یہی سوال میرا مولانا اصلاحی سے ہے۔ یہ جو ۲۸ صفحے کا مضمون آپ نے تحریر فرمایا ہے کیا اس میں طعن و طنز اور استہزاء کا کوئی حصہ نہیں ہے؟ یہ پورا مضمون للّٰہیت ہی کا آئینہ دار ہے؟ اس میں بغض و عناد اور رشک و رقابت کا کوئی شائبہ نہیں؟ آپ نے دنیا کو یہ بتاتے ہوئے کہ انبیاء کا طریقۂ اقامتِ دین کیا ہوتا ہے۔ تحریر فرمایا ہے کہ:-

"وہ ان کی دعا اپنے مخالفین کی گالیوں کے جواب میں ان کو
دعائیں دیتے ہیں ' ان کے پتھروں کے جواب میں ان کے
لئے خدا سے ہدایت مانگتے ہیں" (الفرقان ص۲۰)

کیا آپ کا مضمون انبیائے کرام کے اس اسوہ پر پورا اُترتا ہے؟ یا محض دوسروں کے لئے آپ یہ مقدس وعظ فرما کر اپنی مقصود کا پروپیگنڈا فرما رہے ہیں؟ شاید آپ جواب دیں کہ اس اسوہ کی تو اسے ضرورت ہے جو اقامتِ دین کا کام کر رہا ہو۔ میں تو اس سے تائب ہو چکا ہوں تو میں عرض کروں گا کہ آپ عالمِ دین کے منصب سے تو مستعفی نہیں ہو چکے ہیں۔ عالمِ دین کو تو بہر حال ہیں اسوۂ انبیاء کا پیرو ہونا چاہئے اور آپ جیسے مصلح کو تو ایسا ہونا چاہئے کہ شہر کی گلیوں سے گذرتے ہوئے اسکے راستے میں کانٹے بچھے ہوئے ہوں چھت سے اس پر غلاظت پھینک دی جائے۔ نماز کی حالت میں اس پر اوجھڑی ڈال دی جائے ' اس کا بائیکاٹ کیا جائے اور اسے کسی گھاٹی میں پناہ لینی پڑے۔ کسی شہر میں اصلاح معاشرہ کی دعوت لیکے جائے تو غنڈے اور بدمعاش پتھروں اور گالیوں سے اس کا خیر مقدم کریں اور اتنی سنگباری کریں کہ وہ لہولہان ہو جائے۔

اگر اتنا نہیں تو یہ تو ہو کہ دوپہر کی تپتی دھوپ میں اس کے گلے میں رسی باندھ کر اسے شہر کی گلیوں اور سڑکوں میں گھسیٹا جائے اور جلتے ہوئے ریت پر لٹا کر اس کے سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جائے پھر بھی وہ رخصت سے کام لینے کے بجائے عزیمت ہی کا ثبوت دیتا چلا جائے۔

مولانا آپ کے نقطۂ نظر کی رو سے انقلاب قیادت تو مدینہ طیبہ میں ہوا۔ یہ سب کچھ اصلاح معاشرہ ہی کی راہ میں ہوا ہو گا لہٰذا آپ کے نیاز مند دیکھ رہے ہیں کہ اس قلمی جہاد کے ساتھ اصلاح معاشرہ کا یہ کام کب شروع ہوتا ہے اور مصلحین معاشرہ اسوۂ انبیاء یا آپ کے لفظوں میں انبیاء کے طریقۂ اقامتِ دین کا نمونہ کب پیش کرتے ہیں؟:-

"جب سے مولانا امین احسن صاحب اصلاحی جماعت سے نکلے ہیں مولانا اصلاحی مولانا منظور احمد صاحب نعمانی کے لئے سند بن گئے ہیں اور مولانا نعمانی ' مولانا اصلاحی

سکے لئے ہے" ۔ (الفرقان ص۲۳)

مولانا اصلاحی مولانا نعمانی کی شان میں یہ شور قصیدہ ارشاد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اگر یہ قسم کھائی جائے کہ انھوں نے (مولانا نعمانی نے) اس طرح کے الفاظ کسی مسلمان کے متعلق بھی کبھی نہ لکھے ہونگے جس قسم کے الفاظ مولانا مودودی صاحب نے ان کے بارے میں رقم فرمائے ہیں تو انشاء اللہ قسم کھانے والا جھوٹا ثابت نہ ہوگا" (الفرقان ص۲۵)

اگر الفاظ سے بڑھ کر معانی و مطالب کی اہمیت ہے تو میں پہلا شخص ہوں گا جو ایسی قسم کی تکذیب کروں گا۔ مولانا اصلاحی کی نظر میں مولانا نعمانی کا گزشتہ سال کا مضمون معصومیت اور تقویٰ کا نمونہ ہوگا لیکن جن لوگوں کی نظروں میں وہ مضمون ہے وہ جانتے ہیں کہ مولانا نعمانی نے شستہ اور شائستہ خوبصورت لفظوں کے پردے میں مولانا مودودی کے متعلق کیا کچھ کہہ ڈالا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے اب تک جماعت اسلامی کی طرف سے مولانا نعمانی صاحب کے خلاف قلم فرسائی فرمائی تھی اب اس کا سود در سود ادا کر رہے ہیں۔

مولانا اصلاحی صاحب نے مولانا مودودی پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ:-

"الفرقان میں تنقید تو لکھی عتیق الرحمٰن صاحب نے لیکن مولانا مودودی نے اپنا سارا غیظ و غضب نکالا ہے مولانا محمد منظور نعمانی صاحب پر ۔۔۔ بیچارے صرف بیٹے کے گناہ میں دھر لئے گئے" (الفرقان ص۲۷)

مولانا اصلاحی صاحب شاید بھول گئے ہوں لیکن دوسروں کو یاد ہے کہ مہم کا آغاز مولانا نعمانی صاحب ہی نے اپنے تاریخی مضمون سے کیا تھا۔ دراصل اس مہم میں مولانا نعمانی، صاحب زادہ عتیق صاحب اور آپ "باپ بیٹے، روح القدس" کی سی حیثیت رکھتے ہیں۔

شاید مولانا اصلاحی کے نزدیک وہ دور جاہلیت تھا جب مولانا نعمانی صاحب کی طرف سے مولانا مودودی پر حملے کئے جاتے تھے اور مولانا اصلاحی مولانا مودودی کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے دفاع میں جنگ کرتے تھے، مولانا اصلاحی پر اسلام

کا جلوہ جہاں تاب اب بے نقاب ہوا ہے۔

زیر نظر الفرقان کا صفحہ ۱۹ ملاحظہ فرمائیے۔ مولانا اصلاحی تقسیم کے بعد کی نہیں، قبل از تقسیم کے راز ہائے درون کی پردہ دری کر رہے ہیں۔ اتنا تو ہم عامیوں نے بھی سیرت کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا آغاز ہوا تو مکہ معظمہ کے کتنے گھروں میں جھگڑے کھڑے ہو گئے، جو بھی مسلمان ہوا اس کے گھر والے اس کے دشمن بن گئے۔ ایسا ہی کچھ اس وقت ہوا جب مولانا مودودی کی امارت میں جماعت کی دعوت کو لوگوں نے قبول کیا۔ اس وقت بھی مولانا اصلاحی ہی مولانا مودودی کے دست راست تھے۔ کیا مولانا نعمانی اس سے ناواقف ہیں؟ کون جانتا تھا کہ مولانا مودودی لوگوں کی تعلیم، لوگوں کی ملازمت اور لوگوں کا گھر بار برباد کر رہے تھے اور باپ بیٹے میں فساد ڈلوا رہے تھے اور مولانا امین احسن اصلاحی اس کار خیر میں مولانا مودودی کے دست و بازو اور نفس ناطقہ بنے ہوئے تھے۔ لیکن آج مولانا اصلاحی خود معصوم و مصلح بن کر یک طرفہ ویسے ہی الزامات مولانا مودودی پر عائد کر رہے ہیں جیسے مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عائد کیا کرتے تھے۔ مولانا اصلاحی کے چند الفاظ بھی ملاحظہ ہوں:-

"یہ سب کچھ ہوا اور جماعت اسلامی کی قیادت میں ہوا لیکن جماعت اسلامی کے یہ خدائی فوجدار کسی قیمت پر بھی کسی مصلحت اور کسی رخصت کا لحاظ کرنے یا کسی سے سمجھوتہ کرنے کے قائل نہ تھے"

یہ نہ سمجھئے کہ مولانا اصلاحی، مولانا مودودی کی اصول پسندی کی داد دے رہے ہیں، یہ تنقید فرمائی جا رہی ہے اور مذمت کی جا رہی ہے۔ اس ارشاد کے بعد ہی اپنی بریت کے لئے یہ سرخی لگائی جاتی ہے "مولانا مودودی کی شدت پسندی" اس کے تحت فرماتے ہیں:-

"اس قسم کے رجحانات میں جماعت کے ایک فرقہ کی شکل اختیار کر لینے کے امکانات محسوس ہوتے تھے۔ اس وجہ سے محتاط لوگ چاہتے تھے کہ یہ رجحانات نقطۂ اعتدال پر آجائیں، لیکن مولانا مودودی صاحب اس وقت تک یہی چاہتے تھے کہ یہ رجحانات شدید سے شدید تر ہوتے جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ انبیاء کی دعوت اسی طرح

گھر گھر میں لڑائی چھیڑ دیا کرتی ہے۔"

سُن رہے ہیں آپ مولانا اصلاحی کیا فرما رہے ہیں؟ ان خدا ترس اور خوفِ آخرت کے پیکر بزرگ سے کون پوچھے کہ جب آج سے بارہ برس پہلے جماعت میں ایسا ہولناک زہر کارفرما تھا تو آپ نے دنیائے اسلام کو اس سے کیوں بے خبر رکھا؟ اس وقت آپ کے تقویٰ، آپ کی حق گوئی، آپ کی خدا ترسی اور آپ کے مواخذۂ آخرت کے اندیشے کو کیا ہو گیا تھا؟ جو اس وقت تو آپ مولانا مودودی کے ہر لفظ اور ہر عمل کی تائید و حمایت کر رہے تھے۔ اب بارہ برس بعد اس زہر کو اُگلا جا رہا ہے۔ اس وقت مولانا اصلاحی کی پوزیشن کچھ اس معافی یافتہ سرکاری گواہ کی سی نظر آ رہی ہے جو کسی جرائم پیشہ ٹولی کے ساتھ ارتکابِ جرائم کرتا رہتا ہے اور جب کوئی آڑا وقت آتا ہے تو سرکاری گواہ بن جاتا ہے۔

جماعت اسلامی کی دعوت کے ساتھ ابتدا سے "تحریک" کا لفظ استعمال ہو رہا ہے خود مولانا اصلاحی بے شمار مرتبہ اپنی تحریر و تقریر میں اس دعوت کے ساتھ "تحریک" کا لفظ استعمال فرما چکے ہیں، دوسرے حلقوں کی طرف سے اس لفظ پر اعتراض ہوتا رہا ہے اور آپ اس کا جواب بھی دیتے رہے ہیں، لیکن جب سے آپ جماعت اسلامی سے علیحدہ ہوئے ہیں آپ نے بھی دوسروں کی ماری ہوئی مکھی پہ مکھی مارنا اور دوسروں کے چبائے ہوئے لقموں کو چبانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی لفظ "تحریک" پر تنقید کرتے ہوئے جماعت اسلامی پر اس طرح چوٹ کرتے ہیں:۔

"وہ (یعنی تحریک کے علمبردار) خود ہی کوزہ خود ہی کوزہ گر ہوتے ہیں اگر عوام کو بھڑکانے کے لئے ضرورت محسوس کریں گے تو اپنی الکشنی سرگرمیوں کو بدر و حنین کے غزوہ سے تعبیر کریں گے اور اس جہاد سے الگ رہنے والوں کو مرتد و مردود ٹھیرائیں گے اور اگر ہوا کا رُخ خلاف دیکھیں گے تو یہ بدر و حنین کے مجاہدین اس طرح بلوں میں جا گھسیں گے جس طرح بلی کو دیکھ کر چوہے بلوں میں جا گھسے ہیں۔ اگر موسم سازگار پائیں گے تو گلے پھاڑ پھاڑ کر اعلان کریں گے کہ وقت آ گیا ہے کہ کرسیوں والے اپنی اقتدار کی کرسیاں ان کے لئے خالی کر دیں۔ اگر شومیِ تقدیر سے اثنائے تقریر ہی میں موسم بدلتا نظر آئے تو زورِ تقریر کے جھاگ خشک ہونے سے پہلے ہی اپنے مجاہدین کو ہدایت دیں گے کہ اپنی وردیاں پھینک دو، اپنی تلواریں توڑ دو، اپنے بورڈ اُتار دو، اپنے اعلانوں کو گھس گھس کر مٹا دو، اپنے نعروں اور ناموں پر سیاہیاں پھیر دو اور اپنے گھروں کے دروازے بند کر لو۔ (الفرقان صفحہ ۳۲)

دیکھا آپ نے کتنی زور دار چوٹیں اس جماعت پر کی گئی ہیں جس کے آپ بھی کل تک نقیب تھے اور جس کے پلیٹ فارم سے اسی طرح کی مجاہدانہ تقریریں گلے پھاڑ پھاڑ کر اور منہ سے جھاگ اڑا اڑا کر کیا کرتے تھے۔ آخر یہ اس طرح کے حملے جماعت پر کیوں کئے جا رہے ہیں؟ اسلئے کہ اب آپ اس میدان ہی کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر بلوں میں جا گھسے ہیں۔ ورنہ ہم بھی دیکھتے کہ وقت آنے پر قلم کے یہ مجاہد بدر و حنین کے مجاہدین کی طرح کیسے گلے کٹواتے اور دادِ شہادت دیتے ہیں؟ اب تو انھوں نے اپنے لئے اصلاحِ معاشرہ کی پناہ گاہیں ڈھونڈ نکالی ہیں جہاں قیامت تک بدر و حنین کے مراحل سے دو چار ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مولانا اصلاحی نے اس بحث میں قلم کی پوری طاقت صرف کر دی ہے، لیکن مجھے سب کے جواب میں صرف ایک ہی بات دریافت کرنی ہے کہ دین کے ساتھ لفظ "تحریک" کے ان مفاسد کا انکشاف آپ پر بارہ برس قبل کیوں نہیں ہوا؟ جماعت سے علیحدہ ہوتے ہی آپ پر کس وحی کا دروازہ کھل گیا؟

صفحہ ۱۲ کے مضمون کی ایک ذیلی سرخی ہے "برہمی کیوں؟"

واقعہ یہ ہے کہ مولانا امین احسن اصلاحی کے دست راست اور رفیق صادق جناب حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف نے مولانا مودودی پر ووٹ خریدنے کے جواز کے فتوے کا بے بنیاد الزام عائد کیا تھا جس کی مولانا مودودی نے تردید کی۔ یہ سرخی اسی مسئلہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مولانا اصلاحی، مولانا اشرف صاحب کے لگائے ہوئے الزام کو ثابت نہ کر سکے، صرف پینترہ بازی کے کرتب دکھا کر بخیالِ خویش اس الزام کی صفائی سے عہدہ برآ ہو گئے۔

مولانا اصلاحی "انبیاء کا طریقۂ اقامتِ دین" کی سرخی کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"وہ (یعنی انبیاء کرام) خود صاحبِ عزیمت تھے اور

جو لوگ ان کا ساتھ دینے کا ارادہ کرتے تھے انکو یہ آگاہی
پہلے ہی دے دی جاتی تھی کہ جس کو ہمارے ساتھ آنا ہے
وہ اپنی صلیب خود اپنے کندھوں پر اٹھائے اور ہمارے
ساتھ آئے۔" (ص [illegible])

ہم تو بارہ برس سے دیکھ رہے تھے کہ مولانا اصلاحی انبیائے
کرام علیہم السلام کے اس طریقۂ اقامتِ دین پر کام کر رہے تھے
اور اپنے ساتھ اپنی صلیب خود اپنے کندھوں پر اٹھائے پھر رہے
تھے، لیکن پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایک ہی آزمائش کے بعد مولانا
اصلاحی اپنے کندھے کی صلیب ایک طرف پھینک کر اس میدان ہی
سے الگ ہٹ گئے۔ اب ان کا کام صرف یہ رہ گیا ہے کہ جو لوگ
گرتے پڑتے اس راہ پر چل رہے ہیں ان کے خلاف پروپیگنڈہ کریں
بہتان تراشیں، بارہ برس کی پچھلی تاریخ سے نئے نئے الزام تصنیف
کریں اور ان کو شائع کرکے لوگوں میں ان کے متعلق غلط فہمی، بدگمانی
اور نفرت و بیزاری پھیلائیں۔ گویا مولانا اصلاحی کے جماعت سے
علیحدہ ہونے کا مقصد یہی تھا۔ اگر بات یہ نہ ہوتی، مولانا مودودی
واقعی دین کے پردے میں بددینی پھیلا رہے تھے۔ صدارت و وزارت
کی کرسی کی حرص و طمع نے ان کے ایمان کو غارت کر دیا تھا اور
مولانا اصلاحی واقعی مولانا مودودی کی بے دینی سے دین کو بچانا
چاہتے تھے تو دنیا جب ان کے اخلاصِ نیت کا اعتراف کرتی کہ "اصلاحِ
معاشرہ" کا حیلہ تراشنے کی بجائے اقامتِ دین کے نام سے اسی نقشے
پر کام کرتے جس کی وہ دنیا کو بارہ برس سے دعوت دیتے آئے تھے،
اگر مولانا اصلاحی سمجھتے ہیں کہ دنیا احمق ہے وہ ان کو سمجھ نہیں سکتی تو وہ
غلط سمجھتے ہیں۔

مولانا اصلاحی جو بات بات پر طریقۂ انبیاء کا وعظ فرماکر
اس کے پردے میں دوسروں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں آپ
آگے ان کے طرزِ کلام اور اندازِ گفتگو کے کچھ نمونے ملاحظہ فرمائیں گے
کچھ یہاں بھی دیکھ لیں۔ "حیرت انگیز تبدیلی" کی سرخی سے دنیا کو
یہ بتلاتے ہوئے کہ پاکستان جاتے ہی مولانا مودودی یکسر بدل گئے،
رقم طراز ہیں:-

"یہ پتہ علام الغیوب ہی کو ہے کہ اس تبدیلی میں اصل
دخل کس چیز کو ہے۔ ممکن ہے پاکستان میں ان کو ایک حسن

سیاسی مستقبل کی جھلک دکھائی دی ہو۔ یہ گمان اس وجہ سے
ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو قومی اور بین الاقوامی دونوں
ہی میدانوں میں ضرورت اور حقیقت سے زیادہ اہمیت
دینے لگے تھے۔۔۔ اور پامسٹری کے ایک ماہر صاحب
نے بھی ان کو سبز باغ دکھلائے۔" (ص [illegible])

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنا فرما جانے کے بعد مولانا مودودی
کی تبدیلی کے متعلق مولانا اصلاحی نے علام الغیوب کے لئے کیا باقی
چھوڑا؟ اور جو کسر رہ گئی تھی اسے آگے پورا بھی کر دیا ہے۔ چنانچہ
اس سلسلہ میں مزید دُر افشانی فرمائی جاتی ہے:-

"اس تبدیلی نے ان کو فکری اور عملی دونوں اعتبار سے
اس قدر بدل دیا کہ بالآخر آہستہ آہستہ وہ ان امراض
میں خود گھسے جس سے دوسروں کو نکالنے کے لئے انھوں
نے خدائی توحید اور دین کے نام کا ڈنڈا چلایا تھا۔" (ص [illegible])

مولانا اصلاحی سے گزارش ہے کہ مولانا مودودی نے جن
جن سوراخوں سے دوسروں کو نکالا تھا ان میں خود گھسے لیکن آپ
اپنے متعلق بھی تو فرمائیے کہ اب آپ کہاں کھڑے ہیں؟ وہ آپ کی
بلند مقامی کہاں ہے جس سے آپ دنیا کو اقامتِ دین کی دعوت
دیا کرتے تھے؟ اور یہ آپ کا قلم کیا ہے؟ ڈنڈا؟ یا کسی پاگل کے
ہاتھ کی بے پناہ شمشیر؟

"ناطقہ سر بگریباں ۔۔۔" کی سرخی کے تحت مولانا اصلاحی
دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ اب جماعت اسلامی کا کام بجز منشور و فتن
اور منکرات و منہیات کی تبلیغ و اشاعت کے اور کچھ نہیں رہ گیا ہے
چنانچہ فرماتے ہیں:-

"کیا جماعت اسلامی کا قیام اس لئے عمل میں آیا تھا کہ
مسلمان تقیہ نہیں کر رہے تھے۔ کسی کو قتل نہیں کرتے تھے
اجنبی عورتوں کے کپڑے نہیں اتارتے تھے۔۔۔ ہر شخص
دیکھ سکتا ہے کہ یہ سارے کاروبار ہمارے معاشرے میں
ہو رہے ہیں اور دھڑلے سے ہو رہے ہیں، پھر آخر اس کی
کیا ضرورت پیش آئی کہ مولانا اپنی زبان و قلم کی صلاحیتیں
بھی اس کاروبار کو چمکانے اور فروغ دینے کے لئے صرف
کر دیں؟۔۔۔" (ص [illegible])

دیکھئے! پروپیگنڈے کے اس اسلوب، اس لہجے اور اس زبان کا نمونہ آپ کو کمیونسٹ پارٹی، آریہ سماج، مہاسبھا اور جن سنگھ کے علاوہ کہیں اور نظر آ سکتا ہے؟

خدایا! عہدِ حاضر کے عظیم مفسرِ قرآن علامہ فراہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید اور علومِ قرآنی کے ماہر کو یہ کس کی نظر لگ گئی اور یہ تیری عطا کی ہوئی علمی و ذہنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو کس راہ میں ضائع و برباد کرنے لگا ہے؟

ہم مولانا محترم کے فرمودات کے جواب میں اتنا ہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت اسلامی بلا شبہ ان کاموں کیلئے نہیں بنی تھی جن کے ارتکاب کی تہمت آپ اس پر لگا رہے ہیں لیکن پھر کیا اس لئے بنی تھی کہ انقلابِ قیادت کے جواب میں حرمِ حکومت کی طرف سے "اصلاحِ معاشرہ" کا جو پروپیگنڈا حکومت کے وظیفہ خوار اور تنخواہ دار علماء و مفتیانِ کرام اور اربابِ علم و قلم کر رہے تھے اسی کو جماعت اسلامی بھی اپنا نصب العین بنا لے اور اگر جماعت اس خودکشی کے لئے سرِ تسلیم خم نہ کرے تو آپ کچھ لوگوں کو توڑ کر جماعت سے الگ ہو جائیں اور اس کی تباہی و بربادی کو اپنا نصب العین بنا لیں۔ آخر یہ کام بھی تو حکومت کی طرف سے کمیونسٹوں کی طرف سے، دنیا پرست لیڈروں کی طرف سے ہو ہی رہا تھا۔ آپ آگے بڑھ کر اس قسم کے پروپیگنڈے کا علم اپنے شانے پر نہ دھر لیتے تو آخر اس سے آخرت کی نجات و سعادت میں کونسی کسر باقی رہ جاتی؟

مولانا مودودی نے کسی موقعہ پر "حکمتِ عملی" کا لفظ استعمال کیا اور اس کی کچھ تشریح بھی کی۔ ہو سکتا ہے کہ اس تشریح میں مولانا مودودی سے کوئی سہو ہوا ہو، وہ معصوم بہرحال نہیں۔ اس مسئلہ پر مولانا امین احسن اصلاحی سنجیدہ علمی انداز میں بھی لکھ سکتے تھے لیکن مولانا اور ان کے دوری اور نزدیکی ہمنواؤں نے ایک حرف کو افسانہ بنا دیا۔ اب اس کی آڑ لے کر دیکھئے کہ مولانا اصلاحی صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں:-

"اگر زمانہ ناسازگار ہے اور وہ (یعنی اقامتِ دین کے لئے کام کرنے والی جماعت) اللہ کے دین کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پا رہی ہے تو بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر میں آرام کرے، نہ اللہ اس کا محتاج ہے اور نہ اللہ کا دین۔ لیکن یہ حق اس کو ہرگز حاصل نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین پر اپنی مصلحت تراشیوں کی مقراض چلائے اور اس کے ناجائز کو جائز اور اس کے حلال کو حرام بنائے اور کہے کہ یہ حکمتِ عملی کا تقاضا ہے اور یہ پریکٹیکل ویزڈم کا مطالبہ ہے تو ایسی حکمتِ عملی اور ایسی پریکٹیکل ویزڈم پر اللہ کی اس کے نبیوں اور رسولوں اور اس کے ملائکہ کی اور تمام اہلِ ایمان کی لعنت ہے جو خدا کی شریعت میں تحریف کو مباح کرتی ہو۔" (صفحہ ۱۲)

معاذ اللہ! مولانا اصلاحی صاحب شدتِ بغض و عناد اور شدتِ غیظ و غضب میں کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔ گویا جماعت اسلامی نے اللہ و رسول کے حلال کو حرام ٹھیرانے ہی کا کاروبار شروع کر دیا ہے اور مولانا اصلاحی کا جذبۂ ایمان و اسلام اپنے قابو میں نہیں وہ اپنے کو اس کے لئے مجبور پا رہے ہیں کہ سینہ بھر بھر کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر جماعتِ اسلامی پر لعنتوں کی بارش کریں۔ ہمیں حیرت ہے کہ مولانا اصلاحی صاحب نے یہ تبرّہ کہاں سے سیکھ لیا؟ یہ تو اس مدرسۃ الاصلاح کی روایات کے بھی خلاف ہے جس کے تعلق سے مولانا امین احسن صاحب "اصلاحی" کے امتیاز سے مشرف ہیں۔ مولانا مودودی کے لب و لہجہ کی شکایت کرنے والے اس سطح پر اتر کر بھی طریقۂ انبیاء کا وعظ سناتے ہیں تو فطرۃً رنج بھی ہوتا ہے اور غصہ بھی آتا ہے۔

یہ کتنی عبرت کی بات ہے کہ جب ایک انسان کے قدم جادۂ حق سے پھسلتے ہیں تو وہ پستی کی کتنی گہرائی میں جا پڑتا ہے۔

مولانا اصلاحی دعوتِ اسلامی کے طریقۂ انبیاء کے ماہر ہیں انھوں نے اس موضوع پر ایک موٹی سی کتاب ہی لکھ ڈالی ہے۔ چنانچہ اس مضمون میں بھی اپنے اسی علم و معرفت کی داد دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"اس کتاب کے تقاضے وہی لوگ پورے کر سکتے ہیں جن کو انبیاء کی حکمت اور ان کے صبر میں حصہ ملا ہو۔ بے صبر، جلد باز، طالع آزما اور صدارت و وزارت

سے عرصہ میں لوگوں کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ یہ پاپڑ بیل سکیں۔
وہ تو سیدھا طریقہ یہی اختیار کریں گے کہ راتوں رات صدارت و
وزارت کی کرسیاں ہمارے حوالے کر دو ہم صبح و شام میں
اسلامی نظام قائم کئے دیتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں کو یہ
بات کچھ اوپری اور انوکھی سی معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی
زندگی، اسلامی معاشرہ اور اسلامی نظام کا آغاز ذکر و
فکر کی خلوتوں، تنہائی کی دعاؤں اور مناجاتوں، مسجدوں کے
ممبروں اور محرابوں اور بندگانِ الٰہی کے دلوں اور ان کی
روحوں کو بیدار کرنے سے ہوتا ہے، وہ دیکھتے ہیں کہ ہر چیز تو
کراچی کے قصرِ وزارت و صدارت سے چلتی ہے تو آخر
اسلام اور اسلامی نظام ہی کی یہ خصوصیت کیوں ہوگی کہ وہ
اپنے سفر کا آغاز مسجد سے کرے گا۔"

جو حضرات انقلابِ قیادت کے خطوط پر کام کرتے کرتے اور
لوگوں کو برسوں تک تقریر و تحریر کے ذریعہ اس کی دعوت دیتے دیتے
ایک مرحلہ پر پہنچ کر یکایک انقلابِ قیادت اور اصلاحِ معاشرہ
کی بحث چھیڑ کر اقامتِ دین کی تحریک سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں،
اور اپنے لئے خلوت اور محراب و مسجد کو خاص کر لیتے ہیں تو ان کے نزدیک
انقلابِ قیادت کے معنی طالع آزمائی اور صدارت و وزارت کی حرص
کے سوا اور کچھ باقی ہی نہیں رہ جاتے۔ چنانچہ وہ گلے پھاڑ پھاڑ کر
چلانا اور قلم توڑ توڑ کر لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ لوگو! انقلابِ قیادت
کی دعوت دینے والوں سے خبردار! اب یہ سر تا سر دین سے منحرف ہو گئے
ہیں، یہ خدا کے جائز کو ناجائز اور حرام کو حلال ٹھیرا رہے ہیں، اب ان کا
مقصد اسلام کی اقامت و سربلندی نہیں ان کا مقصد ہے صدارت و
وزارت کی کرسیوں کا حصول۔ یہ بات آج مولانا اصلاحی پہلی بار
نہیں کہہ رہے ہیں اپنے کو مسلمان ہی کہنے والا ایک فرقہ تیرہ ساڑھے
تیرہ سو برس سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہما پر بھی یہی الزام لگاتا چلا آ رہا ہے اور یہ الزام اس کے لئے دین کی
اساس و بنیاد بن گیا ہے۔ اس کے پاس اس الزام کے ثبوت میں پورا
قرآن مجید اور پورا ذخیرۂ احادیث موجود ہے۔ وہ بھی اسی طرح کی
بہتان تراشیاں کرتا اور بات بات پر رکوع کے رکوع قرآن مجید
اور صفحے کے صفحے حدیثیں دلائل و شواہد میں پیش کرتا ہے اگر کبھی مولانا
اصلاحی کا اس سے کسی مناظر، کسی مقرر اور کسی اہلِ قلم سے سابقہ پڑ جائے
تو مولانا اصلاحی کا کمالِ علم، جوشِ بیان اور زورِ قلم سب کے سب غلط ملط
ہو کر رہ جائیں اور ان میں سے کسی ایک کی بھی چل نہ سکے۔ مولانا اصلاحی
نے اس چوالیس صفحے کے مضمون کے آخر میں تحریر فرمایا ہے:۔

"میں اپنا دینی فرض سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں مولانا مودودی
نے جو کچھ لکھا ہے سب کا جائزہ لوں۔ میرے سفرِ حج کے
دوران میں مولانا نے جو کچھ اس مسئلہ سے متعلق لکھا ہے میں
اس کو بھی پڑھ رہا ہوں اور عنقریب اس کے متعلق بھی
اپنے ناچیز خیالات پیش کروں گا اور مقصود میرا اس کے
سوا کچھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اس فتنہ کے اثرات سے
بچاؤں جو بدقسمتی سے اٹھا دیا گیا ہے۔" (ص ۲۲)

دوسرے لفظوں میں مولانا اصلاحی نے جماعت کو اکھاڑ پھینکنے
کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ان کو چاہئے بھی یہی جب وہ جماعت میں نہ رہے
تو جماعت ہی کیوں رہے، حج کے بعد تو یہ کام اور بھی موزوں ہے۔
مولانا اصلاحی نے اوپر ارشاد فرمایا ہے کہ "جو جماعت اللہ کے
دین کو اس کی اصلی شکل میں پیش کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پا رہی
ہے تو بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر میں آرام کرے۔" تو حقیقت یہ ہے کہ مولانا
نے اپنے آرام کی جگہ اختیار کر لی ہے اب ان کے لئے اس کے سوا
کام بھی کونسا باقی رہ گیا ہے کہ وہ خود ہی فتنے تراشیں اور خود مسلمانوں
کو اس سے بچنے کے لئے اپنی علمی اور دماغی توانائیاں وقف کر دیں اور
ایک ایک مضمون کی شکل میں چالیس چالیس پچاس پچاس اور سو سو
صفحے سیاہ کرتے رہیں۔ ایسی حالت میں ایک سائل کو جواب دیتے
ہوئے مولانا مودودی نے کیا غلط فرمایا ہے کہ:۔

"میں نے انھیں چھوڑ دیا کہ جب تک چاہیں اپنا نامۂ
اعمال سیاہ کرتے رہیں۔" (الفرقان ص ۴۵)

جو حضرات اسی کارِ خیر کو اپنے دین و دنیا کا مقصد ٹھیرا لیں
ان کو اس کام سے کون روک سکتا ہے۔

اسلامی ممالک میں جہاں جہاں اقامتِ دین کی تحریک اٹھی
ہے انقلابِ قیادت ہی کے نقشے پر کام ہو رہا ہے اگر قیادت ایسی
ہو جس کی اصلاح ممکن نہ ہو تو اس کو تبدیل کرنے کے سوا اقامتِ دین
کی اور کوئی کوشش کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی، لیکن انقلابِ قیادت

کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ کی بحث کھڑی کر دینے والوں نے اقامت دین کی تحریک کے خلاف وہ فتنہ برپا کیا ہے جو اقامت دین کی راہ میں ہمیشہ سنگِ راہ ثابت ہوگا۔ اقامتِ دین کے مقابلے میں اصلاح معاشرہ کی جو صدا مولانا امین احسن اصلاحی اور ان کے ہمنوا حضرات نے بلند کی ہے وہ یہی آواز ہے جو سرکاری حلقوں میں برسوں پہلے بلند ہوئی تھی اور جس کو موضوع بنا کر سرکار کے تنخواہ دار اور وظیفہ خوار اہلِ قلم نے برسوں خامہ فرسائی کی تھی اور مولانا مودودی نے رد و جواب میں جن کی برسوں دھجیاں بکھیری تھیں اب خود مولانا اصلاحی اسی سرکاری آواز کے نقیب بن گئے ہیں۔ قیادتِ فاسقہ کے لئے اقامتِ دین کے خلاف یہ ایسا کامیاب اسلحہ ہے کہ اسے تمام اسلامی ممالک میں جہاں جہاں بھی اقامتِ دین کی تحریکیں چل رہی ہیں استعمال کیا جائے گا۔ علماءِ دین زبان اور قلم سے قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر حدیثوں کے حوالے دے دے کر طریقۂ انبیاء کا نام لے لے کر تحریک اقامتِ دین کی مخالفت کریں گے اور دین کے ان علمبرداروں کے زیرِ سایہ قیادتِ فاسقہ ہمیشہ پروان چڑھتی اور پھولتی پھلتی رہے گی اللہ تعالیٰ اس اصلاحِ معاشرہ کے فتنے سے اقامتِ دین کی تحریک و دعوت کو محفوظ رکھے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی قلب کی جو نوعیت و اہمیت ارشاد فرمائی ہے اس کی حقیقت ایسے مواقع پر اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہ کمبخت اس طرح کروٹ بدل لیتا ہے کہ انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ۔

---

**تجلی** پچھلے شمارے میں مولانا امین احسن اصلاحی کے مضمون پر ہم نے جن تاثرات کا اظہار نہایت رنج و غم کے ساتھ کیا تھا انھی کو بعض ناظرین نے "گرم و تند" قرار دیا اور ہماری تلخ گفتاری پر ناک بھوں چڑھائی تو مولانا عامر الدین کا یہ مضمون تو انھیں اور بھی گرم و تند لگے گا۔ ہمیں اپنی اور مولانا موصوف کی سخت زبانی کا اعتراف ہے لیکن ناراض ہونے والے احباب یہ بھی تو دیکھیں کہ خود اصلاحی صاحب کے مقالے کا درجۂ حرارت کیا ہے اور الفاظ سے لیکر معانی تک جس خشونت اور ازخود رفتگی

کا مظاہرہ انھوں نے فرمایا ہے اس کے جواب میں ہمارے ہی لئے گفتگو کی حدیں اتنی تنگ کیوں ہیں کہ بات کہتے زبان پکڑی جائے۔

بعض احباب نے اخلاص کے ساتھ یہ سمجھانے کی سعی کی ہے کہ مابہ النزاع معاملہ میں مولانا اصلاحی ہی برسرِ حق ہیں اور مولانا مودودی کا موقف کمزور ہے۔ اس کے انھوں نے کچھ دلائل بھی دیئے ہیں اور بعض ایسے واقعات بھی بیان کئے ہیں جن کے بارے میں وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ہمیں ان کی خبر نہ ہوگی۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ جو کچھ انھوں نے ازراہِ اخلاص شرح فرمایا اس سے ہم بے خبر نہیں ہیں بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی ہمارے علم میں ہے اور "حکمتِ عملی" کی بحث میں جو کچھ فریقین کی طرف سے پریس میں آیا ہے وہ مولانا مودودی ہی کے موقف کو حق بجانب ثابت کرتا ہے۔ فریقِ ثانی کے نزدیک مولانا مودودی اگر کردار کے اعتبار سے اتنے ہی کمزور ہیں کہ ایک صحیح اصول کی آڑ لے کر خلافِ حق اقدامات کر گذریں گے اور اپنے ماضی کے سارے ہی کئے دھرے پر پانی پھیر دیں گے تو اس بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہاں حاصل شدہ معلومات اور شائع شدہ تحریروں سے علمی و فکری طور پر جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ فریقِ ثانی اپنی بدگمانی اور تخمین کو قبل از وقت ہی ایک امرِ واقعہ ظاہر کرنے کے لئے غلط اور رسواکن حربوں تک آگیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مولانا مودودی تو ابھی مستقبل ہی میں بے راہ رو ہوں گے ان کے حریف ابھی سے اپنے افسوسناک معیارِ اخلاق، بولنا تقویٰ اور حد سے متجاوز غیظ و غضب کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔

عنداللہ برسرِ حق مولانا مودودی ہوں یا مولانا اصلاحی لیکن ہمارا ماتم و شیون تو اس مضمون پر ہے جو کسی بھی حال میں اُن مولانا اصلاحی کے شایانِ شان نہیں جنھیں عرصے سے ہم جانتے تھے۔ جن کے اوصافِ حسنہ پر ہمیں فخر تھا، جن کی تند مزاجی کو ہم مزاجِ فاروقی کی میراث خیال کرکے حسنِ تاویل سے دل بہلا لیا کرتے تھے، اور جن کے بارے میں آج بھی ہمیں یہ حسنِ ظن ہے کہ اگر انھیں ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچنے کا موقع ملے اور بعض درباب مقدس کی میٹھی باتیں ان کی ذہنی رَو کو جھٹکا نہ دیں تو وہ

خود ہی محسوس فرمالیں گے کہ شعلہ مزاجی نے انھیں جس مقام پہ لا کے کھڑا کیا ہے وہ ان کے لئے باعث فخر نہیں ہے۔ کون عقلمند اُس شخص کو جوشمند کہے گا' جو برسہا برس تو یزید کی خدا پرستی علمی تبحر، فکری یکتائی' اخلاقی عظمت' ایمانی تقدیس اور عبقریت کے قصیدے قلم اور زبان کی پوری قوت کے ساتھ برسر محراب و منبر پیش کرتا ہے اور پھر اچانک یہ اعلان کرے کہ یزید تو نہ اچھا عالم ہے' نہ خوش کردار ہے' نہ فکر و تدبر کا اہل ہے' نہ حق پرست ہے نہ اُس سے کسی خیر کی اُمید ہو سکتی ہے' نہ اس کا اخلاق کام کا ہے نہ اس کا ایمان قابلِ اعتماد ہے۔ حد ہے کہ کل تک یزید کی دینی خدمتوں اور فکری بیش رفتیوں کا طرہ آسمان سے لایا جا رہا تھا اور آج انھیں "برائے نام" قرار دیا جا رہا ہے اور وہ بھی اس انداز

میں کہ یہ بھی گویا رعایت ہی ہے اِکر دار بدلتے تھے مگر تاریخ بدلتی آج ہی دیکھی۔

مولانا اصلاحی بہت بڑے عالم ہیں۔ ان کی حق پرستی بھی شبہ سے بالاتر ہے' ان کا کردار بھی اونچا ہے۔ ان میں اور بھی اوصافِ حسنہ قابلِ رشک ہیں

لیکن ہم گذارش کریں گے کہ وہ اپنی اشتعال پذیری اور غضبناکی کو بھی اعتدال پر رکھنے کی مشق بہم پہنچائیں' حد سے متجاوز غصّہ ایک ایسا جہنم ہے جس میں سارے اوصافِ حسنہ اور ذہن و ادراک کاغذ کی طرح جل جاتے ہیں۔ اسی لئے کاظمین غیظ کو عالی مرتبہ سمجھا گیا ہے۔

الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس۔